رفیع اللہ

امام ابن شبرمۃ اور نکاح کی عمر

تاریخ فقہ اسلامی کی کتابوں میں جن دس فنا شدہ فقہی مذاہب کا ذکر آتا ہے ان میں سے ایک کے بانی امام ابوشبرمۃ عبداللہ بن شبرمۃ تھے۔ زمانے کے ساتھ آپ کا مذہب فنا ہو چکا ہے اور آپ کی کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی ہے۔ ہم تک آپ کا جو فقہی سرمایہ پہنچ چکا ہے وہ آپ کے وہ اقوال ہیں جو دوسرے مذاہب فقہ کی کتابوں میں منقول ہیں۔ آپ امام ابوحنیفہ کے معاصر تھے۔ اور آپ امام صاحب کے ہم مرتبہ، بلکہ امام سفیان ثوری وغیرہم تو آپ کو امام اعظم پہ اس لیے فوقیت دیتے تھے کہ آپ کو صحابہ سے روایت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ یہ بھی کوفہ میں تھے اور امام صاحب بھی۔ جب لوگ امام صاحب سے کوئی مسئلہ دریافت کرتے تو آپ سے بھی ضرور پوچھتے۔

آپ کے صحیح مقام کا اندازہ کرنے کے لیے ہم طبرانی کی اس روایت کو نقل کرتے ہیں جو انھوں نے اپنی اوسط میں عبدالوارث کی زبانی بیان کی ہے۔ چونکہ روایت لمبی ہے اس لیے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

عبدالوارث کہتے ہیں کہ میں مکہ شریف گیا تو وہاں ابوحنیفہؒ، ابن ابی لیلیٰؒ اور ابن شبرمۃؒ تینوں اتفاق سے موجود تھے۔ میں نے ابوحنیفہؒ سے دریافت کیا کہ آپ اس بیع کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس میں کوئی شرط بھی رکھ دی گئی ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایسی بیع بھی ناجائز ہے اور وہ شرط بھی۔ پھر میں نے یہی مسئلہ ابن ابی لیلیٰؒ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ بیع تو درست ہے لیکن شرط غلط ہے۔ پھر ابن شبرمۃ سے یہی سوال کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ بیع اور شرط دونوں ہی درست

ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ عراق کے ان تینوں فقہاء میں یہ اختلاف! پھر میں نے ابوحنیفہؒ کے پاس جا کر ان تینوں مختلف جوابات کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ دونوں (ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمۃ) نے کیا جواب دیا۔ مجھ سے عمرو بن شعیب نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضورؐ نے بیع و شرط سے منع فرمایا ہے۔ لہذا بیع اور شرط دونوں باطل ہیں۔ پھر میں نے ابن ابی لیلیٰ کے پاس آ کر اس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ میری سمجھ میں ان دونوں (ابوحنیفہ اور ابن شبرمۃ) کے جواب نہیں آسکے۔ مجھ سے تو ہشام بن عروہ نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ بریرہ کو خرید لو پھر اسے آزاد کر دو لہذا بیع درست اور شرط غلط ہے۔ پھر میں نے ابن شبرمۃ کے پاس جا کر صورت حال بیان کی تو انھوں نے فرمایا کہ میں ان دونوں (ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ) کے جواب نہیں سمجھ سکتا مجھ سے تو مسعر بن کدام نے ان سے محارب بن دثار نے اور ان سے جابر نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور صلعم سے ایک اونٹنی کا معاملہ کیا اور مدینے تک لادنے کی شرط بھی رکھی۔ لہذا بیع اور شرط دونوں جائز ہیں۔

(بحوالہ مقام سنت از مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی ص ۳-۴)

یہ بھی روایت صرف اس لیے نقل کی گئی ہے تاکہ امام ابن شبرمۃ کے مقام کا اندازہ کیا جاسکے۔ آپ کی تاریخ پیدائش کے متعلق قطعی طور پر کچھ معلوم نہیں اور یہی حال بہت سے اور بزرگوں کی تاریخ ولادت کے متعلق ہے۔ آپ کی پیدائش کا زمانہ امام ابوحنیفہ کی پیدائش سے کچھ پہلے کا ہے تاہم تمام مورخین نے آپ کی وفات کا سنہ ۱۴۴ھ لکھا ہے۔ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب کے مصنف ابن العماد نے آپ کی وفات ۱۴۴ھ میں لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس سال کوفہ میں فقیہہ کوفہ قاضی ابوشبرمۃ عبداللہ بن شبرمۃ الضبی نے وفات پائی۔ آپ نے حضرت انسؓ اور تابعین سے روایت کی ہے۔ احمد عجلی آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ بڑے نیک سیرت، حلیم الطبع اور عقلمند تھے۔ کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ کو ناک سے تشبیہہ

دی جاتی تھی۔ ساتھ ہی آپ اعلیٰ پایہ کے شاعر بھی تھے۔

(القضاء فی الاسلام ص ۴۴)

مورخِ اسلام حافظ ذہبی نے بھی ۱۴۴ھ کے واقعات میں بالکل وہی کچھ لکھا ہے جو صاحب شذرات الذہب نے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

وفیہا توفی فقیہہ الکوفۃ ابوشبرمۃ عبداللہ بن شبرمۃ الضبی القاضی روی عن انس والتابعین قال احمد العجلی کان عفیفاً صارماً، عاقلاً یشبہ النساک شاعراً جواداً (العبر فی خبر من غبر جلد ۱، ص ۱۹۷ جدید ایڈیشن)

تاریخ فقہ اسلامی میں ذرا تفصیل سے لکھا ہے:

عبداللہ بن شبرمۃ (بضم الشین والراء) الضبی ابوشبرمۃ الکوفی قاضیہا احد الاعلام روی عن انس وابن الطفیل والشعبی وطائفۃ وعنہ اخذ شعبۃ والسفیانان وابن المبارک وقال الثوری فقہاؤنا ابن ابی لیلیٰ وابن شبرمۃ۔ (القضاء فی الاسلام ص ۶۶-۶۷)

ترجمہ: عبداللہ بن شبرمۃ (شین اور راء کے پیش کے ساتھ) الضبی کوفہ کے قاضی تھے اور اسلام کی برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے۔ آپ نے صحابیٔ رسول حضرت انس، ابن الطفیل اور شعبی اور بزرگوں کی ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور آپ سے شعبہ، دونوں سفیان اور ابن المبارک سے روایت کی ہے۔ اور سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ ہمارے فقیہہ تو دو ہیں ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمۃ

ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ یمن کے والی بھی بنائے گئے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

شروع شروع میں یمن کے والی بنا کر بھیجے گئے۔ کچھ دن رہے اس کے بعد معزول ہو گئے حضرت معمر جو یمن کے مشہور محدث ہیں ان کا بیان ہے کہ رخصت کرنے کے لیے میں ذرا دور تک ان کے ساتھ چلا گیا جب سب لوگ چھٹ گئے اور تنہا میں ہی رہ گیا تو فرمایا کہ بھائی خدا کا شکر بجا لاتا ہوں کہ اگرچہ میں یہاں کا والی تھا لیکن جس کرتے کو پہن کر آیا تھا وہی پہنے ہوئے واپس جا رہا ہوں معمر کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر چپ ہو گئے۔ پھر بولے یہ تو حلال کے متعلق ذکر کر رہا ہوں اور

حرام کی توجیہ کی گنجائش ہی کیا تھی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد ۲، ص ۴۰ ۲)۔
(بحوالہ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی)

ان تمام روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام ابن شبرمۃ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، فقیہہ، مجتہد اور نیک انسان تھے۔ مختلف علوم خاص کر علم فقہ میں آپ کا خاص درجہ تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ زمانے کی دستبرد سے آپ کا مذہب فنا ہو چکا ہے۔ آپ کی کوئی کتاب بھی ہم تک نہیں پہنچ سکی۔ صرف چند اقوال ہیں جو فقہ کی مختلف کتابوں میں مذکور ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے معاصر ہونے کی وجہ سے زیادہ تر حنفیہ نے آپ کے اقوال نقل کیے ہیں اور وہ بھی رد کرنے کے لیے۔ لیکن چونکہ یہ اقوال روح زمانہ کے مطابق تھے اس لیے خود حنفی علماء نے بھی ان کو اختیار کر لینے میں کوئی قباحت محسوس نہ کی۔ عثمانی حکومت جو حنفیہ مسلک کی پیروکار تھی اس نے مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں آپ کے اقوال کو لیا ہے۔

عثمانی حکومت کے متعلق تو یہاں تک مشہور ہے کہ حنفی مذہب کی اشاعت میں جبر سے بھی دریغ نہ کیا گیا۔ مثلاً جب مصر پر عثمانی حکومت کا قبضہ ہوا تو عثمانی فوج کا قاضی سیدی شلبی سلطان سلیمان کا ایک حکمنامہ لے کر مصر آیا جس کی رو سے مذاہب اربعہ کی قضا کو ختم کر دیا گیا۔ اور اسے صرف حنفیہ تک محدود کر دیا۔

(القضا فی الاسلام۔ باب حصر القضاء فی مذہب ابی حنیفہ)

لیکن حنفی فقہ کے لیے اتنی محبت اور لگاؤ کے باوجود وہ لوگ ہماری طرح زمانہ کے تقاضوں سے غافل نہ تھے۔ چنانچہ جب عثمانی حکومت نے محسوس کیا کہ حنفی فقہ کے کچھ مسائل زمانہ کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہے تو علماء کی ایک مجلس قائم کی گئی اور ظاہر ہے کہ ان علماء کی اکثریت حنفی علماء پر مشتمل تھی۔ اس مجلس کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ فقہ اسلامی کے تمام مذاہب کی کتابوں کو سامنے رکھ کر معاملات مدنیہ کے لیے ایک مسودہ قانون مرتب کریں جو زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ ان علماء نے جو مجموعہ تیار کیا وہ مجلۃ الاحکام العدلیہ کے نام سے

مشہور ہے۔ یہ کام ۱۲۸۶ھ میں مکمل ہوا اور اسی سال ۲۶ شعبان کو اسے حکومت کی منظوری حاصل ہو گئی۔ اس مجلۃ میں بیع بالشرط کے تمام احکام ابن شبرمۃ کے ہی لیے گئے کیونکہ وہ روحِ زمانہ کے مطابق تھے۔ (القضا فی الاسلام ص ۶۷)

یہ آج کی بات نہیں تقریباً ایک صدی بیشتر کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حنفی علماء کو توفیق دی۔ ہم میں بھی اگر اتنی وسعتِ نظر پیدا ہو تو ہماری مشکلات بھی دور ہوں۔

نکاح کی عمر

دوسرے اسلامی ممالک میں جو ایسی کوششیں کی گئی ہیں انھوں نے بھی امام ابن شبرمۃ کے اقوال کو اپنے ہاں قانون کی حیثیت دی ہے۔ آج سے چالیس سال پہلے حکومتِ مصر نے عائلی قوانین کے متعلق اصلاحی قدم اٹھایا۔ علماء کی جس مجلس کے سپرد یہ کام تھا انھوں نے شادی کی عمر کے متعلق امام ابن شبرمۃ کے قول کو اختیار کیا۔ کیونکہ اسے روحِ زمانہ کے مطابق سمجھا گیا۔ آپ کے نزدیک شادی کی کم از کم عمر لڑکے کے لیے اٹھارہ سال اور لڑکی کے لیے سولہ سال ہے۔ ہمارے ملک کی طرح وہاں بھی صغر سنی کی شادیاں قباحتیں پیدا کر رہی تھیں۔ چنانچہ ان قباحتوں کو ختم کرنے کے لیے مصری حکومت نے ۳ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ کو قانون نمبر ۶ مرتب کر دیا۔ جس میں امام ابن شبرمۃ کے مذہب کے مطابق شادی کے لیے لڑکے کی کم از کم عمر اٹھارہ سال اور لڑکی کے لیے سولہ سال قرار دی گئی۔ اگرچہ اس قانون کے مرتب کرنے والے علماء ہی تھے لیکن حکومتِ مصر نے مزید احتیاط کے پیشِ نظر دوسرے علماء اور عوام کی رائے معلوم کر لینی ضروری خیال کی۔ اس مقصد کے لیے یہ مسودہ اسی سال ۱۹ جمادی الاولیٰ کو گورنمنٹ گزٹ نمبر ۱۲۳ میں شائع کیا گیا اور اعتراضات کے لیے ایک ماہ کی مہلت دی گئی۔ لیکن آپ حیران ہوں گے مصر کے کسی عالم کو یہ قانون قرآن مجید کے صریح حکم کے خلاف اور ان کے مصالح سے متصادم نظر نہ آیا۔ اس لیے مقررہ مدت گزرنے کے بعد یہ مصر کا سرکاری قانون بن گیا۔

(القضا فی الاسلام ص ۶۷)

مصر کے یہ عائلی قوانین ہمارے علماء تک بھی پہنچے اور اکثر علماء نے ان کا ذکر بھی کیا ہے لیکن اس وقت کسی نے اس کی مخالفت میں ایک لفظ تک نہیں کہا اور جو حضرات آج عائلی قوانین کی سخت مخالفت کر رہے ہیں ان کی تحریروں سے تو تعریف کا پہلو ہی نکلتا ہے (ملاحظہ ہو حقوق الزوجین ص ۹۱ اور امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۷۰،۴ تیسرا ایڈیشن)۔ اہل حدیث علماء نے تو اس قانون کے نافذ ہونے پر گھی کے چراغ جلائے تھے کیونکہ اس میں طلاق ثلاثہ بیک مجلس کے متعلق یہ حکم تھا۔ الطلاق المقرون بعدد لفظاً او اشارۃً لا تقع الا واحدۃ کہ طلاق ثلاثہ (بیک مجلس) چاہے واضح الفاظ میں ہو یا اشارۃً اس سے صرف ایک طلاق ہی واقع ہوگی۔

معلوم نہیں اب جب کہ ایسا ہی قانون ہمارے اپنے ملک میں رائج ہوا تو یکایک غیر اسلامی کیوں ہو گیا۔ بہرحال ان دو واقعات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امام ابن شبرمۃ فقہ میں گہری بصیرت رکھتے تھے۔ اور ان کے مسائل روح زمانہ کے ایسے مطابق ہیں کہ دوسرے فقہی مذاہب کے مقلدین بھی انھیں اپنانے پر مجبور ہو گئے۔ آپ کو ان لوگوں سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے جو رسول اللہ صلعم کے صحابی تھے۔ کیا ان کے متعلق یہ خیال تک بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسے فیصلے دیں جو قرآن مجید کے صریح حکم کے خلاف اور ان کے مصالح سے متصادم ہوں۔

اس سلسلے میں کچھ اور علماء کے اقوال بھی ہم تک پہنچے ہیں۔ شمس الائمہ امام سرخسی فرماتے ہیں:

بخلاف ما یقولہ ابن شبرمۃ وابوبکر الاصم انہ لا یزوج الصغیر والصغیرۃ حتی یبلغا۔ لقولہ تعالٰی حتی اذا بلغوا النکاح فلو جاز التزویج قبل البلوغ لم یکن لهذا فائدۃ (المبسوط جلد ۴ ص ۱۹۳)۔

یعنی امام ابن شبرمۃ اور قاضی ابوبکر الاصم نے نابالغ لڑکے اور لڑکی کی شادی کی

مخالفت کی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ "جب وہ نکاح کی عمر (بلوغت) کو پہنچ جائیں" اگر بلوغت سے پہلے نکاح جائز ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں (اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے وابتلوا الیتامیٰ حتیٰ اذا بلغوا النکاح)

اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک بلوغت کی عمر لڑکے کے لیے انیس سال اور لڑکی کے لیے سترہ سال ہے:

اما بلوغھا بالسن فقدرای ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فی الجاریۃ بسبع عشرۃ سنۃ وفی الغلام بتسع عشرۃ سنۃ۔ (المبسوط جلد ۶ ص ۵۳)

عینی میں علامہ ابن حزم کا ایک قول منقول ہے کہ لایجوز للاب ولا لغیرہ النکاح الصغیر الذکر حتی یبلغ فان فعل فھو منسوخ ابداً۔

کہ نہ باپ اور نہ کوئی اور بلوغت سے پہلے کسی لڑکے کا نکاح کر سکتے ہیں اگر انھوں نے ایسا کر بھی دیا تو وہ نکاح ہمیشہ کے لیے فسخ ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں نابالغ کا نکاح جائز نہیں۔ اصل میں نکاح ایک معاہدہ ہے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی وضاحت کی ہے واخذن منکم میثاقاً غلیظاً (۲۱/۴) بیضاوی میں ہے کہ میثاق سے مراد کلمۃ اللہ ہے اور کلمۃ اللہ نکاح ہے۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع للکاسانی جلد ۴ ص ۲۲۹)

اور اگر بچیوں کو کھیل کود کے دنوں سے محروم کرکے بچے ہی پیدا کرانے ہیں تو کم ازکم ماہرین طب کی آراء کا تو خیال کر لیا جائے کیونکہ طبی تحقیق کی رو سے لڑکی ۱۶ یا ۱۷ سال سے پہلے سلامتی سے بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ ایک ماہر ڈاکٹر کی رائے نقل کی جاتی ہے جنھوں نے ہمارے ملک میں زچہ بچہ کی لاتعداد اموات کے اسباب کا تجزیہ کیا ہے:

"بچے اور ماں کی کمزوری کا دوسرا سبب ماں کی کم عمری ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں لڑکیوں کو اگرچہ ماہواری بارہ سے پندرہ سال کی عمر میں آنا شروع ہوجاتی ہے۔ لیکن

وہ سلامتی سے بچہ پیدا کرنے کے قابل اس عمر میں نہیں ہو جاتیں۔ اس وقت لڑکی کے جسم اور کولھوں کے استخوانی ڈھانچے میں وہ تبدیلیاں شروع ہوتی ہیں جو بالآخر اس کے جسم کو ایک بالغ عورت کے جسم میں تبدیل کرتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں فوری نہیں ہوتیں بلکہ انھیں تین چار سال کا عرصہ درکار ہے تب کہیں جا کر عورت سلامتی سے صحت مند بچہ پیدا کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ ماہواری آنے کی عمر کو Age of Puberty کہتے ہیں، اور وضع حمل کے قابل ہونے کی عمر کو Age of Nubility کہتے ہیں۔ ان دونوں مدارج میں تقریباً چار سال کا فرق ہے۔ لہذا ہمارے ملک میں شادی کی مناسب عمر اٹھارہ انیس سال اور کم از کم سولہ سال ہے۔

غرض کہ فقہی اور طبی ہر نقطۂ نظر سے کم سنی کی شادیاں نامناسب اور نقصان رساں ہوتی ہیں۔ یہ واقعات صرف اس لیے درج کیے گئے ہیں کہ امام ابن شبرمہ اس مسئلہ میں اکیلے نہیں۔ اور دوسرے طبی لحاظ سے بھی آپ کا مسلک زیادہ مناسب ہے۔ اور اگر امام ابن شبرمہ کے مذہب پر عمل کرنے سے عثمانی اور مصری علماء کے اسلام میں کوئی فرق نہیں آیا تو ہمارے لیے بھی خطرہ کی کوئی بات نہیں۔

ازدواجی زندگی کے لیے قانونی تجاویز

مصنفہ محمد جعفر پھلواروی

نکاح، جہیز، طلاق، تعدد ازدواج، خلع، مہر، ترکہ غرضیکہ ازدواجی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام ضروری مسائل کے متعلق قانونی تجاویز جو اصل اسلام، عدل اور حکمت عملی پر مبنی ہیں۔

قیمت: ۱/۲۵ روپے

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور